نقد و نظر

سُبُل السّلام

مولفہ خواجہ محمد عبدالحی صاحب فاروقی استاذ تفسیر و ناظم دینیات جامعہ ملیہ اسلامیہ ضخامت ۸۶ صفحہ۔ قیمت ۱۲ار۔ ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ دہلی۔

یہ خواجہ صاحب کی تفسیر قرآن کا وہ حصہ ہے جس میں اٹھائیسویں پارے (قد سمع اللہ) کی تفسیر کی گئی ہے۔ اس سے پہلے خواجہ صاحب سورۂ آل عمران سورۂ انفال و توبہ، سورۂ یوسف، سورۂ نور، سورۂ حجرات اور پارۂ عم کی تفسیریں شایع کر چکے ہیں۔ ان کا طرز تفسیر یہ ہے کہ وہ پہلے ہر سورہ پر ایک مقدمہ لکھتے ہیں جس میں اس کے موضوع کو واضح کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک ایک مضمون کی آیات کو الگ الگ لے کر ان کا صاف سلیس ترجمہ کرنے کے بعد ان کی تفسیر اور ان مسائل کی توضیح و تشریح کرتے ہیں جو ان آیات میں بیان ہوئے ہیں۔ لغت اور ادب کے نکات سے تعرض نہیں کرتے نہ شکوک اور شبہات پیدا کر کے ان کو رفع کرتے ہیں۔ کلام اللہ کا صاف اور سیدھا مفہوم بیان کر دیتے ہیں جو در اصل کلام کا اصل مقصود ہے۔ حسب موقع آیات کی شان نزول بھی بیان کرتے جاتے ہیں، جس سے کلام کا مقصود اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ عام لوگوں کے لئے یہ طرز تفسیر بہت مفید ہے۔ کیونکہ اس میں پیچیدہ بحثیں نہیں ہوتیں۔

بعض مقامات پر خواجہ صاحب حد اعتدال سے تجاوز بھی کر گئے ہیں۔ مثلاً قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

اُنسان اور اس کے اللہ کے درمیان کسی رابطہ کی ضرورت نہیں۔ وہ خود ہر انسان کی بات سنتا ہے۔ اس آیت سے اُن جاہل مسلمانوں کو سبق لینا چاہئے جو پیر پکڑنا ضروری خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر انہیں تقرب الی اللہ حاصل نہیں ہو سکتا۔"

اس بیان سے پیر پرستی کا رد مقصود ہے، مگر تردید کے جوش میں مفسر نے باطل کے ساتھ حق کی بھی تردید کردی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے میں اس کے پیاروں کو وسیلہ بنانا بلکہ توسل کا التزام کرنا بھی کوئی ناجائز فعل نہیں ہے۔ اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ توسل کرنے والا خدا کے سمیع الدعا اور قاضی الحاجات ہونے پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ بخاری شریف میں یہ واقعہ منقول ہے کہ جب کبھی امساک باران ہوتا تو سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ سے عرض کرتے کہ "خدایا پہلے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تجھ سے پانی برسانے کی دعا کرتے تھے اور تو پانی برسا دیتا تھا۔ اب ہم تیرے نبی کے چچا کو تیرے پاس وسیلہ بناتے ہیں۔ تو ہم پر پانی برسا دے"۔ عام الرمادہ میں جب سخت قحط پڑا تو حضرت عمر نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس کو اپنے والد کی جگہ سمجھتے تھے تم بھی اپنے رسول کی پیروی کرو اور انہیں اللہ کے پاس وسیلہ بناؤ"۔ خود حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب لوگوں کی درخواست پر دعاء باراں کرتے تو ان الفاظ کے ساتھ کرتے کہ "خدایا تیرے نبی کے ساتھ مجھ کو جو تعلق ہے اس کی بنا پر قوم مجھے تیرے حضور لائی ہے"۔ علامہ ابن حجر عسقلانی ان واقعات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "عباسؓ کے قصہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ اہل خیر و صلاح اور اہل بیت نبوت سے سفارش کرانا مستحب ہے" (دیکھو فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۳۳۹) صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اس فعل سے جو بقول حضرت عمر خود عہد رسالت میں بھی ہوتا تھا، ثابت ہو گیا کہ توسل بجائے خود اسلام کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک طرح سے اپنی گنہگاری پر ندامت و شرمساری کا اظہار ہے کہ خدا کے سامنے براہ راست اپنی درخواست پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے، اور اس کے پیاروں کو وسیلہ بنا کر حاضر دربار ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جاہل کسی فاسق کو صالح سمجھ کر اسے وسیلہ بنائے تو یہ البتہ قابل اعتراض ہوگا۔ مگر نفس توسل کی بنا پر نہیں، بلکہ انتخاب وسیلہ میں غلطی، اور فاسق کو صالح سمجھنے کی بنا پر۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ بغیر توسل کے خدا کسی کی دعا سنتا ہی نہیں، تو یہ بھی غلط ہوگا

سرور دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) | تالیف فضل کریم خاں صاحب درانی۔ بی۔ اے تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۱۹۷

صفحات۔ قیمت مجلد عہ، غیر مجلد عہ۔ ملنے کا پتہ پکو آرٹ پریس، موچی دروازہ لاہور۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر ایک مختصر سی کتاب ہے جو عورتوں اور بچوں اور کم سواد لوگوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ مؤلف نے دیباچہ میں اس کا مقصد یہ بتایا ہے کہ "ضرورت تھی کہ مطبوعات پیکو کی طرز پر ایک نہایت عام فہم دلچسپ اور مختصر مگر جامع کتاب لکھی جائے جس سے ہر شخص فائدہ اٹھائے۔ اور نہ صرف بڑے ملکہ بچے اور عورتیں بھی اسے چٹکیاں لے کر پڑھیں" لیکن نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سیرت طیب وطاہر اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ اس کو "چٹکیاں بجا بجا کر پڑھا جائے۔ بلاشبہ ایسی مختصر کتابیں لکھی اور بکثرت شائع کی جانی چاہئیں جو عام فہم ہوں۔ اور جن سے عوام حتیٰ کہ بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکیں، لیکن ان کے لکھنے کا انداز ایسا ہونا چاہئے کہ ان کو ادب و احترام کے ساتھ پڑھا جائے نہ کہ "چٹکیاں بجا بجا کر"۔

کتاب عام فہم ضرور ہے لیکن زبان و بیان لائق اصلاح ہیں صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے:۔ "بڈھا دادا عبدالمطلب ابھی زندہ تھا۔ دادا کو پوتے سے بہت محبت تھی چنانچہ عبدالمطلب آپکی پرورش کرنے لگا۔ لیکن وہ عمر کے اسی برس آگے ہی پورے کر چکا تھا" یہ انداز بیان نہایت نازیبا ہے اسی طرح ایک جگہ لکھا ہے:۔ "عیسیٰ ہو یا موسیٰ آپ کا پایہ سب سے اونچا ہے" اول تو انبیا علیہم السلام کے درمیان تقابل ہی درست نہیں ہے خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پھر اگر تقابل کرنا بھی تھا تو اس انداز میں نہ کرنا چاہئے تھا جس سے دوسرے انبیاء کا استخفاف ہوتا ہو۔ جو کتاب عوام کے لئے لکھی جائے اس میں تو انبیا علیہم السلام کی عظمت و بزرگی کا نقش دلوں میں بٹھانا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔